انوکھا انتقام

(ایک ہارر سٹوری)



از قلم: رابیل رانی



انوکھا انتقام

(ایک ہارر ڈرامہ)

تحریر: رابیل رانی

سین نمبر 1: قبرستان — صبح کا وقت

منظر: سنسان قبرستان، دھند چھائی ہوئی، سوکھے درخت، پرندوں کی)*
خوفناک آوازیں، ہلکی سرسراہٹ، الو کی خوفناک آواز ماحول کو مزید
*(دہشت ناک بنا رہی ہے۔

راشد، نوجوان لڑکا، لکڑیاں اکٹھی کر رہا ہے۔ اچانک وہ ایک پرانی، کٹی)*
پھٹی قبر کے قریب رُکتا ہے، ہاتھ جوڑ کر دعا کرتا ہے، اور دوبارہ لکڑیاں
چننے لگتا ہے۔ اچانک وہ چونک اٹھتا ہے، جیسے کسی کی موجودگی کا احساس
*(ہو۔

راشد: *(ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے، آہستہ آواز میں) یہ۔۔۔ یہ کیسا*
عجیب سا احساس ہے؟ جیسے کوئی مجھے دیکھ رہا ہو۔۔۔

تیز جھٹکے سے ہوا چلتی ہے، درختوں کی شاخیں چرچرانے لگتی ہیں۔ قبر)*
کے پیچھے ایک سایہ حرکت کرتا ہے، مگر جیسے ہی راشد مڑ کر دیکھتا ہے، کچھ
*(بھی نظر نہیں آتا۔

راشد: *(گھبرا کر لکڑیاں باندھتے ہوئے) نہیں، یہ میرا وہم ہوگا۔۔۔*
مجھے یہاں زیادہ دیر نہیں رکنا چاہیے۔

*(وہ تیزی سے لکڑیاں اکٹھی کر کے قبرستان سے باہر نکل جاتا ہے۔ جیسے
ہی وہ جاتا ہے، قبر کے پیچھے کا سایہ ایک بار پھر حرکت کرتا ہے، اور ایک
سرگوشی سنائی دیتی ہے۔)*

سرگوشی: *رااااشد۔۔۔*

سین نمبر 2: راشد کا گھر—دوپہر کا وقت

*(منظر: پرانا دیہاتی گھر، لکڑی کا دروازہ ہلکی ہلکی چرچراہٹ کے ساتھ ہل
رہا ہے، باہر دھند چھائی ہوئی ہے۔ ماں چولہے پر کھانا بنا رہی ہے، راشد
لکڑیاں رکھ کر اندر داخل ہوتا ہے۔)*

ماں: *(مسکراتے ہوئے) آگیا بیٹا؟*

راشد: *(سانس پھولاتے ہوئے) ہاں ماں۔۔۔آج کافی لکڑیاں اکٹھی کر لی ہیں۔۔۔دو دن آرام سے گزر جائیں گے۔*

ماں: *(فکر مندی سے) بیٹا! قبرستان میں زیادہ دیر مت رُکا کرو، وہاں کا ماحول ٹھیک نہیں۔۔۔*

راشد: *(تھکے ہوئے لہجے میں) ماں، یہ سب وہم ہیں، کچھ نہیں ہوتا۔*

(راشد ہاتھ منہ دھونے چلا جاتا ہے۔ کچھ دیر بعد وہ اپنے کمرے میں آتا ہے۔ جیسے ہی اندر قدم رکھتا ہے، ایک عجیب احساس اسے جکڑ لیتا ہے۔ کھڑکی کھلی ہوئی ہے، اور یخ بستہ ہوا اندر آ رہی ہے۔)

راشد: *(چونک کر) یہ کھڑکی کس نے کھولی؟ اتنی ٹھنڈ میں۔۔۔؟*

(وہ آگے بڑھ کر کھڑکی بند کر دیتا ہے اور چارپائی پر بیٹھ جاتا ہے۔ مگر اس کی نظریں بار بار کھڑکی کی طرف اٹھتی ہیں، جیسے کوئی وہاں کھڑا اسے گھور رہا ہو۔ اچانک، باہر سے پھر وہی سرگوشی سنائی دیتی ہے۔)

سرگوشی: *رااااشد۔۔۔*

(راشد کی آنکھیں دہشت سے پھیل جاتی ہیں۔اس کی پیشانی پر پسینہ نمودار ہوتا ہے۔اچانک، کھڑکی کے شیشے پر کسی کے ناخنوں کی خراشیں سنائی دیتی ہیں۔راشد خوفزدہ ہوکر دروازے کی طرف بڑھتا ہے، مگر ایک سرد ہاتھ اس کا بازو پکڑلیتا ہے۔انگلیاں برف کی مانند ٹھنڈی ہیں۔)

راشد: *(سانس رکنے کے قریب، کپکپاتی آواز میں) کون۔۔۔کون ہو تم؟اندر کیسے آئی؟*

(کوئی جواب نہیں آتا، صرف ایک ہلکی سی سرگوشی کی آواز گونجتی ہے۔کمرے کی فضا بوجھل ہو جاتی ہے۔اچانک، کھڑکی کے باہر کوئی سایہ حرکت کرتا ہے۔ماں کھانے کی تھالی لیے اندر داخل ہوتی ہے۔)

ماں: *(حیرانی سے) بیٹا، کیا ہوا؟اتنا خوفزدہ کیوں لگ رہا ہے؟*

راشد: *(ہکلاتے ہوئے)م۔۔۔ماں، کوئی تھا یہاں۔۔۔*

ماں: *(پریشانی سے) کچھ نہیں بیٹا، تُو بس تھک گیا ہے۔ آرام کر لے۔*

ماں سر ہلاتی ہے، اور راشد کھانے کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے، مگر اس)*
کے چہرے پر قبرستان میں گزرے لمحات کا خوف اب بھی نمایاں ہے۔
باہر ہوا میں سرسراتی سرگوشیاں گونج رہی ہیں، جیسے کوئی نام لے کر پکار رہا
*(ہو۔

سین نمبر 3

دیہاتی گھر کا صحن، یخ بستہ دوپہر، دھند چھائی ہوئی ہے، ہوا میں کاٹ دار)
ٹھنڈک ہے۔ صحن میں سوکھی لکڑیاں بکھری پڑی ہیں۔ راشد گدھا گاڑی
پر لکڑیاں لاد رہا ہے، جب کہ ماں دروازے پر کھڑی پریشان نظروں سے
(دیکھ رہی ہے۔

ماں: *(فکرمندی سے) ارے بیٹا! یہ لکڑیاں مت لے جاؤ، وہ پرانے*
بُوڑ (درخت کا نام) کی لکڑی لے جا۔ وہ زیادہ بھاری ہے، اچھے خاصے پیسے
مل جائیں گے۔ کچھ دن کا راشن آ جائے گا۔

راشد: *(لکڑی کی طرف دیکھتے ہوئے)ماں، یہ کافی بھاری ہیں... *

(سوچتے ہوئے لکڑی کو گدھا گاڑی پر رکھتا ہے) خیر، شہر جا کر دیکھتا ہوں۔

سین نمبر 4

بازار، دھند مزید گہری ہو چکی ہے، لوگ اپنی چادریں لپیٹے خریداری میں)

مصروف ہیں۔ راشد لکڑی لے کر ایک دکان پر پہنچتا ہے۔ دکان دار لکڑی

(کو غور سے دیکھتا ہے، پھر ناگواری سے سر ہلاتا ہے۔

دکان دار: *(مشکوک انداز میں) یہ لکڑی تو کافی پرانی لگ رہی ہے، *

اسے کیڑا لگ چکا ہے، میں زیادہ دام نہیں دے سکتا۔

راشد: *(غصے سے) نہیں چچا! یہ لکڑی بہت اچھی ہے، تم کم دام دے *

رہے ہو۔

دکان دار: *(بے نیازی سے) میں اتنے ہی دام دوں گا، زیادہ میں نہیں *

خرید سکتا۔

اچانک، ایک عورت کی آواز آتی ہے۔ راشد اور دکان دار حیرت سے مڑ (
کر دیکھتے ہیں۔ ایک پراسرار عورت، جو کالی چادر میں لپٹی ہوئی ہے، وہاں
کھڑی ہے۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک ہے، چہرہ غیر معمولی حد
(تک سپید ہے۔

عورت: *(پُراسرار لہجے میں) یہ لکڑی مجھے دے دو، میں تمہیں زیادہ*
دام دوں گی۔

دکان دار: *(حیرانی سے) آپ اس لکڑی کا کیا کریں گی؟ اسے تو کیڑا*
لگ چکا ہے، پھر بھی مہنگے داموں لینا چاہتی ہیں؟

عورت: *(مسکراتے ہوئے، سرد لہجے میں) سردی کافی بڑھ گئی ہے، *
مجھے یہ لکڑی جلانے کے لیے چاہیے۔

راشد کچھ لمحے سوچتا ہے، پھر پیسے لے کر لکڑی عورت کو بیچ دیتا ہے۔ (
(عورت لکڑی لے کر دھند میں غائب ہو جاتی ہے۔

سین نمبر 5

رات کا وقت، گھر کا صحن، ہر چیز پر خاموشی کی ایک دبیز چادر تنی ہوئی) ہے۔ راشد گدھا گاڑی سے راشن اتار رہا ہے۔ ماں دروازے پر کھڑی (حیرانی سے دیکھ رہی ہے۔

ماں: *(حیرانی سے) ارے بیٹا، کوئی خزانہ ہاتھ لگ گیا ہے جو اتنا راشن* لے آئے ہو؟

راشد: *(ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ) نہیں ماں، خزانہ تو ہاتھ نہیں لگا۔* دکان دار نے لکڑی لینے سے انکار کر دیا تھا، لیکن ایک عورت نے مہنگے داموں میں ساری لکڑی خرید لی۔

ماں: *(دعائیہ انداز میں) اللہ بھلا کرے اس عورت کا جس نے ہماری* مدد کی۔ اچھا، اب شام ہونے کو ہے، میں کھانا لگا دیتی ہوں، کھا لو۔

راشد: *(تھکا ہوا لہجہ) نہیں ماں، مجھے بھوک نہیں۔ میں نے بازار سے * کچھ کھا لیا تھا۔ آج بہت تھک گیا ہوں، اپنے کمرے میں آرام کرنے جا رہا ہوں۔

سین نمبر 6

راشد کا کمرہ، تنگ و تاریک، کھڑکی کے شیشوں پر برف کی ہلکی تہہ جم چکی) ہے، ہوا میں سرسراہٹ ہے۔ وہ چارپائی پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ کمرے میں پراسرار خاموشی چھا جاتی ہے۔ رات کے کسی پہر، اچانک راشد کی آنکھ کھلتی ہے۔ اسے محسوس ہوتا ہے کہ کوئی اس کے ساتھ چارپائی پر لیٹا (ہوا ہے۔ ٹھنڈی سانسیں اس کے چہرے سے ٹکرا رہی ہیں۔

راشد: *(سانس رکنے کے قریب، کپکپاتی آواز میں) کون ہو تم؟ اندر * کیسے آئی؟ میرے ساتھ کیوں سو رہی ہو؟

کوئی جواب نہیں آتا، صرف ایک ہلکی سی سرگوشی کی آواز گونجتی ہے۔) کمرے کی فضا بوجھل ہو جاتی ہے۔ اچانک، کھڑکی کے شیشے پر کسی کے

ناخنوں کی خراشیں سنائی دیتی ہیں۔ راشد کی پیشانی پر پسینہ نمودار ہوتا ہے۔ وہ خوف سے چارپائی سے نیچے اترتا ہے، لیکن جیسے ہی وہ دروازے کی طرف بڑھتا ہے، ایک سرد ہاتھ اس کا بازو پکڑ لیتا ہے۔ انگلیاں برف کی (مانند ٹھنڈی ہیں۔ راشد کی آنکھیں دہشت سے پھیل جاتی ہیں۔

سین نمبر 7

رات کا وقت، راشد اپنی چارپائی پر لیٹا ہوا ہے۔ کمرے میں اندھیرا چھایا) ہوا ہے، صرف چاند کی مدھم روشنی کھڑکی سے اندر آ رہی ہے۔ اچانک راشد ہڑبڑا کر اٹھتا ہے، اس کی سانس تیز ہے، آنکھیں خوف سے پھیلی ہوئی ہیں۔ وہ ادھر ادھر دیکھتا ہے، جیسے کسی کی موجودگی کو محسوس کر رہا (ہو۔

راشد: *(خوف سے لرزتی ہوئی آواز میں) کو... کو... کون ہو تم؟*
(گھبراہٹ میں) اے میرے خدا! کدھر ہے ماچس کی ڈبیہ؟

وہ گھبراہٹ میں ہاتھ مار کر ماچس تلاش کرتا ہے، اچانک اس کے ہاتھ)
(ماچس لگتی ہے۔

راشد: *(ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ) اوہ شکر ہے! مل گئی ماچس۔*

وہ جلدی سے ماچس جلاتا ہے اور لالٹین روشن کرتا ہے۔ روشنی پھیلتی)
(ہے، مگر کمرے میں سوائے اس کے سائے کے اور کوئی نہیں ہوتا۔

راشد: *(خود سے) شاید یہ میرا وہم ہو گا... یہاں تو میرے سوا کوئی*
بھی نہیں۔ پتہ نہیں مجھے آج کل کیا ہو رہا ہے۔

وہ آہستہ آہستہ چارپائی پر بیٹھ جاتا ہے، جیسے ہی وہ سکون کا سانس لیتا ہے،)
اچانک ایک زوردار جھٹکے سے کھڑکی کھل جاتی ہے۔ ایک سرد جھونکا اندر
(آتا ہے۔ راشد خوفزدہ ہو کر چیخ اٹھتا ہے۔

راشد: *اُف! اس کھڑکی کو بھی ابھی کھلنا تھا؟ شاید ہوا کی وجہ سے کھل*
گئی ہو گی۔

(وہ کپکپاتے ہاتھوں سے کھڑکی بند کرتا ہے اور دوبارہ لیٹ کر چادر اوڑھ لیتا ہے۔ ابھی کچھ ہی لمحے گزرے ہوتے ہیں کہ اچانک کوئی اس کی چادر کھینچ لیتا ہے۔ کمرے میں ایک خوفناک، گونجتی ہوئی آواز سنائی دیتی ہے۔)

پراسرار آواز: *(گہری اور خوفناک) تم کو مرنا ہوگا اگر تم نے میری بات نہ مانی تو...*

(راشد خوف سے چارپائی پر بیٹھ جاتا ہے، اس کے ہاتھ پیر کانپنے لگتے ہیں۔)

راشد: *(گھبرا کر) کو... کو... کون ہو تم؟ آخر بتاؤ تم کون ہو؟ اور کیا بات ماننی ہوگی مجھے تمہاری؟*

(کمرے میں اچانک ایک زوردار قہقہے کی آواز گونجتی ہے۔ یہ آواز اتنی خوفناک ہوتی ہے کہ راشد کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ قہقہے کے بعد اچانک کمرے میں کسی کے رونے کی آواز گونجنے لگتی ہے۔)

راشد: *(حیرانی اور خوف کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ) تو تم رو *
کیوں رہی ہو؟ خود کو ظاہر کرو! مجھ پر تم ہو کون؟

(رونے کی آواز تیز ہونے لگتی ہے، سسکیاں گہری ہوتی جا رہی ہیں۔ راشد کے چہرے پر پسینے کی بوندیں نمودار ہونے لگتی ہیں۔ وہ اپنے کانوں کو ہاتھ لگاتا ہے۔)

راشد: *(گھبرائے ہوئے لہجے میں) دیکھو، تم رومت! تم کون ہو؟ مجھے *
بتاؤ، میں تمہاری مدد کروں گا۔

(اس کی بات ختم ہونے کی دیر تھی کہ کمرے میں ایک بار پھر قہقہے گونجنے لگتے ہیں۔ اچانک کھڑکی ایک جھٹکے کے ساتھ دوبارہ کھلتی اور بند ہو جاتی ہے۔ کمرے میں مکمل سناٹا چھا جاتا ہے۔ راشد سہم کر چارپائی کے کونے میں دبک جاتا ہے۔)

(کچھ لمحوں بعد راشد خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتا ہے اور دھیرے سے خود سے بات کرتا ہے۔)

راشد: *(مدھم آواز میں) جو بھی تھی، شاید وہ جا چکی ہے... لیکن وہ*
تھی کون؟ آخر یہ سب کیوں ہو رہا ہے میرے ساتھ؟

(راشد ساری رات جاگ کر گزارتا ہے، اور صبح کے اجالے کا انتظار کرتا ہے۔ لیکن کیا واقعی وہ پراسرار مخلوق جا چکی ہے یا یہ سب محض آغاز تھا؟)

**سین نمبر 8 راشد کا خواب*

(صبح کا وقت، راشد چارپائی پر لیٹا ہوا ہے، ماں جی کی آواز سے آنکھ کھلتی ہے۔)

ماں جی: *(محبت بھری سختی سے) ارے اٹھ جا بیٹا! بھیڑوں کا دودھ*
دوہ دے، کب تک سوتا رہے گا؟

(راشد نیم بیدار ہوتا ہے، آنکھیں مسلتا ہے، رات کے خواب یا حقیقت پر غور کرتا ہے۔)

راشد: *(خود سے) یہ سب کیا تھا؟ خواب یا حقیقت؟*

ماں جی: *(پھر آواز دیتی ہیں) ارے راشد! آج اتنی لیٹ کیوں اٹھا؟*
رات دیر سے سویا تھا کیا؟

راشد: *(ماں سے نظریں چرا کر) نہیں ماں، بس سر میں درد تھا، اس*
لیے لیٹا رہا۔

ماں جی: *(فکر مند ہو کر) اب کیسا ہے؟*

راشد: *(ماں کو تسلی دیتا ہے) اب ٹھیک ہوں، آپ فکر نہ کریں۔*

ماں جی: *بیٹا، دوپہر کو قبرستان سے لکڑی کاٹ لانا، بادل بہت ہیں، لگتا*
ہے آج بارش ہو گی۔ تجھے تو پتہ ہے، ایک بار شروع ہو جائے تو دس دن
تک نہیں رکتی۔

راشد: *(سرد آہ بھر کر) ٹھیک ہے ماں، ناشتہ کر کے نکل جاؤں گا۔*

منظر: قبرستان کا راستہ، راشد درختوں کے سائے میں چل رہا ہے، ہوا)*
*(میں عجیب سی سرگوشیاں سنائی دے رہی ہیں۔

راشد: *(دل میں) رات جو کچھ دیکھا، وہ خواب تھا یا حقیقت؟*

قبرستان پہنچ کر راشد ایک پرانی قبر کے پاس گھنٹی بجاتا ہے اور لکڑی کاٹنے)
(لگتا ہے۔ اچانک سسکیوں کی آواز آتی ہے۔

راشد: *(چونک کر) یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے؟ لگتا ہے کوئی اپنے*
پیارے کی قبر پر آیا ہے۔

وہ دوبارہ لکڑی کاٹنے میں مصروف ہو جاتا ہے، مگر سسکیاں بڑھتی جاتی)
(ہیں۔

راشد: *(کلہاڑا زمین پر رکھ کر) یہ کون رو رہا ہے؟ مجھے دیکھنا چاہیے۔*

راشد آواز کے تعاقب میں ایک پرانی، دراڑوں والی قبر پر پہنچتا ہے جہاں)
(ایک کالی چادر میں لپٹی لڑکی زار و قطار رو رہی ہے۔

راشد: *(ہمدردی سے) بہن، صبر کرو۔ ہم سب نے ایک دن مٹی میں جانا ہے۔*

(لڑکی جواب نہیں دیتی، صرف سسکیاں لیتی ہے۔ راشد پانی لانے کے لیے جاتا ہے اور ایک مٹی کے پیالے میں پانی لے آتا ہے۔)

راشد: *(نرمی سے) یہ پی لو۔*

(لڑکی چہرے سے ہاتھ ہٹاتی ہے۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی ہیں۔ راشد اسے پہچان کر حیران ہو جاتا ہے۔)

راشد: *ارے! تم تو وہی ہو، جس نے مجھ سے بازار میں لکڑی خریدی تھی! یہ کس کی قبر ہے جہاں تم بیٹھی ہو؟*

لڑکی: *(روتے ہوئے) یہ میرے ابو جان کی قبر ہے... وہ کل رات وفات پا گئے تھے... اب میں دنیا میں اکیلی ہوں... میرا کوئی سہارا نہیں ...

ہوا تیز ہو جاتی ہے، درختوں کے پتّے سرسرانے لگتے ہیں، قبرستان میں)
(سائے لرزنے لگتے ہیں۔ راشد کے چہرے پر خوف کی جھلک آتی ہے۔

راشد: *(دھیرے سے) تم چپ کرو... مت رو... اگر چاہو تو میرے *
ساتھ میرے گھر چلو، میری ماں تمہیں دیکھ کر خوش ہو گی۔

لڑکی آہستہ سے سر اٹھاتی ہے، اس کی آنکھیں مزید سرخ ہو جاتی ہیں،)
راشد کے جسم میں ایک خوفناک سردی دوڑ جاتی ہے۔ اچانک لڑکی کے
ہونٹوں پر ایک غیر فطری مسکراہٹ آتی ہے، اور قبر کے کتبے پر کچھ عجیب
(علامتیں ابھرنے لگتی ہیں۔ راشد کے دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے۔

اندھیرے میں کچھ پرچھائیاں حرکت کرتی ہیں، راشد پیچھے ہٹنے لگتا ہے،)
مگر لڑکی کی نظریں اس پر جمی رہتی ہیں۔ اچانک ایک زوردار آواز گونجتی
ہے، جیسے کوئی قبر کے اندر سے بول رہا ہو۔ راشد چیخ کر پیچھے ہٹتا ہے اور
پھر... اس کی آنکھ کھل جاتی ہے! وہ پسینے میں شرابور اپنے بستر پر لیٹا ہوتا
(!ہے

راشد: *(ہانپتے ہوئے) یہ سب... خواب تھا؟ یا...؟*

(دور سے ماں جی کی آواز آتی ہے، جیسے سب کچھ معمول پر ہو۔)

!ماں جی: *راشد! کب تک سوتا رہے گا؟ بھیڑوں کا دودھ دوہ دے*

راشد حیرانی سے ارد گرد دیکھتا ہے، مگر اس کے ہاتھوں پر مٹی کے کچھ)
(!نشانات موجود ہوتے ہیں... جیسے وہ واقعی قبرستان میں تھا

سین نمبر 9: قبرستان کا خوفناک ماحول

راشد کلہاڑا اٹھائے قبرستان کی طرف جاتا ہے۔ ہوا میں خوفناک سی)
آوازیں گونج رہی ہیں۔ درختوں کے سائے لمبے ہو رہے ہیں۔ راشد کا دل
(دھڑک رہا ہے۔

راشد: *(دل ہی دل میں) آج کچھ عجیب سا لگ رہا ہے۔ یہ قبرستان*
پہلے سے زیادہ خوفناک لگ رہا ہے۔ کیا آج کچھ ہونے والا ہے؟

(راشد قبرستان پہنچتا ہے اور لکڑی کاٹنے لگتا ہے۔ اچانک اسے ایک مزار
کے پاس کالی چادر میں لپٹی ہوئی ایک عورت نظر آتی ہے جو رو رہی ہے۔)

راشد: *(ہچکچاتے ہوئے) بی بی، آپ کیوں رو رہی ہیں؟ کیا ہوا ہے؟*

زینب: *(کپکپاتی آواز میں) میرا دنیا میں اب کوئی نہیں رہا۔ میں اکیلی
اور بے سہارا ہوں۔*

راشد: *(تسلی دیتے ہوئے) رویے مت سب نے ایک دن یہیں آنا
ہے۔ آپ کے ساتھ چلو، میں آپ کو اپنے گھر لے چلتا ہوں۔*

(زینب کچھ ہچکچاہٹ کے بعد راشد کے ساتھ چل پڑتی ہے۔)

سین نمبر 10: گھر کا خوفناک ماحول

(راشد اور زینب گھر پہنچتے ہیں۔ راشد کی ماں دروازے پر کھڑی ہے۔)

ماں جی: *(حیران ہو کر) راشد، یہ کون ہے؟*

راشد: *(ٹھنڈی سانس بھر کر) ماں جی، یہ بیچاری لاوارث اور بے سہارا ہے۔ قبرستان میں روتے ہوئے ملی تو میں اسے یہاں لے آیا۔*

ماں جی: *(ملے جلے تاثرات کے ساتھ) ٹھیک کیا بیٹا۔ چلو اب لکڑی رکھ کر منہ ہاتھ دھو لو۔ پھر تینوں کھانا بیٹھ کر کھاتے ہیں۔*

(کھانے کے دوران ماں جی زینب سے پوچھتی ہیں۔)

ماں جی: *ارے بیٹا، تمھارا کیا نام ہے؟*

زینب: *(دھیمے لہجے میں) زینب نام ہے میرا۔*

ماں جی: *(مسکرا کر) بہت پیارا نام ہے۔ کھانے کے بعد میری بچی تم میرے ساتھ میرے کمرے میں سو جانا۔ راشد اپنے کمرے میں سو جائے گا۔*

سین نمبر 11: رات کا خوفناک واقعہ

(رات ہوتی ہے۔ ماں جی کی آنکھ بادل کے گرجنے کی آواز سے کھلتی ہے۔ وہ دیکھتی ہیں کہ زینب اپنے بستر سے غائب ہے۔)

ماں جی: *(گھبرا کر) زینب کہاں گئی؟ اتنے خراب موسم میں وہ کہاں جا سکتی ہے؟*

(ماں جی لالٹین ہاتھ میں اٹھائے کمرے سے باہر نکلتی ہیں۔ وہ زینب کو بھیڑ کا کچا گوشت کھاتے ہوئے دیکھتی ہیں۔)

ماں جی: *(خوفزدہ ہو کر) زینب! یہ تم کیا کر رہی ہو؟*

زینب: *(ماں جی کو دیکھ کر خوفناک آواز میں) تم نے میری حقیقت جان لی ہے۔ اب تمہیں زندہ نہیں چھوڑ سکتی۔*

(زینب ماں جی پر حملہ کرتی ہے اور انہیں مار دیتی ہے۔)

سین نمبر 12: صبح کا خوفناک منظر

(صبح ہوتی ہے۔ راشد اٹھتا ہے اور ماں جی کو غائب پاتا ہے۔)

راشد: *(حیران ہو کر) زینب، ماں جی کہاں ہیں؟*

زینب: *(دھیمے لہجے میں) وہ ساتھ والے گاؤں گئی ہیں۔ کوئی ادھر* فوت ہو گیا ہے بول رہی تھیں کل شام تک آ جائیں گی۔

راشد: *(حیرانگی سے) مجھے بتایا بھی نہیں۔*

زینب: *(پانی کا گلاس بڑھاتے ہوئے) آپ سو رہے تھے۔ مجھے بولا کہ* میں بتا دوں۔

راشد: *(مطمئن ہو کر) میں بازار جانے لگا ہوں۔ تمہیں کچھ چاہیے تو* بتا دینا۔

زینب: *(لال پھولوں کے گجرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ہاں،* مجھے لال پھولوں کے گجرے چاہیں۔

سین نمبر 13: شام کا خوفناک انجام

(راشد شام کو گھر لوٹتا ہے۔ گھر کا ماحول خاموش اور پراسرار ہے۔ ہوا میں ایک عجیب سی بو پھیلی ہوئی ہے۔ دروازے کے قریب کچھ خون کے دھبے نظر آتے ہیں۔ راشد گھر میں داخل ہوتا ہے تو زینب کو دلہن کی طرح تیار پایا جاتا ہے۔ اس کے کپڑے سرخ ہیں، اور اس کے چہرے پر ایک عجیب سی مسکراہٹ ہے۔)

راشد: *(حیرت زدہ ہو کر) زینب، تم یہ کیسے تیار ہو؟ یہ سرخ* کپڑے... یہ گجرے... تمہیں کیا ہو گیا ہے؟

زینب: *(گجرے لینے کے لیے ہاتھ بڑھا کر، آنکھیں سرخ ہوتی* ہوئیں) مجھے گجرے پہنا دو، راشد۔ آج کا دن بہت خاص ہے۔

(راشد زینب کے بازوؤں میں گجرے پہناتا ہے، لیکن اس کے ہاتھ کانپ رہے ہیں۔ زینب کی انگلیاں ٹھنڈی اور مردہ سی لگ رہی ہیں۔)

راشد: *(خوف محسوس کرتے ہوئے)زینب، تمہیں کچھ عجیب لگ* رہی ہو۔ تمہارے ہاتھ... تمہاری آنکھیں... یہ سب کیا ہے؟

زینب: *(مسکرا کر، لیکن مسکراہٹ میں خوفناک بے چینی) کیونکہ آج* ہم سہاگ رات منانے والے ہیں، راشد۔ آج ہم ہمیشہ کے لیے ایک ہو جائیں گے۔

راشد: *(سخت لہجے میں، گھبرا کر) یہ تم کیا بول رہی ہو؟ یہ سب کیا* مذاق ہے؟ ماں جی کہاں ہیں؟

زینب: *(راشد کے قریب آ کر، اس کی سانسوں کو محسوس کرتے* ہوئے) شرما کیوں رہے ہو، راشد؟ ویسے بھی آج ماں جی گھر نہیں۔ ہم دونوں تنہا ہیں۔

زینب کی آنکھیں مزید سرخ ہو جاتی ہیں، اور اس کے چہرے کی جلد پھٹنے) لگتی ہے۔ اس کے بال ہوا میں تیرنے لگتے ہیں، اور اس کے ہاتھوں کے (ناخن لمبے اور نوکیلے ہو جاتے ہیں۔

زینب: *(خوفناک آواز میں، جس میں درد اور غصہ ہے) تم نے پرانا* بوڑھا درخت کاٹ کر مجھے بے گھر کر دیا۔ تم نے کلہاڑا اچلا کر درخت پر میرے شوہر کو مار دیا۔اب میں تمہیں بھی اسی طرح ماروں گی۔

زینب راشد پر جھپٹتی ہے۔اس کے ہاتھ راشد کے گلے کو دبوچ لیتے) ہیں۔راشد چیختا ہے، لیکن اس کی آواز گھٹ جاتی ہے۔زینب کی آنکھیں (خون کے آنسو روتی ہیں،اوراس کے منہ سے سیاہ دھواں نکلتا ہے۔

راشد: *(گھٹی ہوئی آواز میں) زینب... معاف کر دو... مجھے معاف کر *

دو...

زینب: *(خوفناک قہقہہ لگاتے ہوئے) معافی؟ تمہیں معافی نہیں ملے * گی۔تم نے میرے شوہر کو مارا،اب میں تمہیں ماروں گی۔

زینب راشد کو زمین پر گرادیتی ہے اور اس کے سینے پر بیٹھ جاتی ہے۔اس)
کے ناخن راشد کے سینے میں گھستے ہیں، اور خون بہنے لگتا ہے۔راشد کی
(چیخیں گھر میں گونجتی ہیں، لیکن کوئی سننے والا نہیں ہوتا۔

سین نمبر 14: خوفناک انجام

گھر میں خاموشی چھا جاتی ہے۔زینب خوفناک شکل میں کھڑی ہے۔اس)
کے ہاتھ خون سے لت پت ہیں، اور اس کی آنکھیں سرخ ہیں۔وہ راشد کی
لاش کے پاس کھڑی ہے، اور اس کے چہرے پر ایک عجیب سی تسکین
(ہے۔

زینب: *(خوفناک آواز میں) اب کوئی مجھے روک نہیں سکتا۔میں نے*
اپنا انتقام لے لیا۔

زینب گھر سے نکلتی ہے اور قبرستان کی طرف چلی جاتی ہے۔قبرستان)
میں ہوا خوفناک آوازیں نکال رہی ہے، اور درختوں کے سائے لمبے ہو
(رہے ہیں۔زینب اپنے شوہر کی قبر پر کھڑی ہوتی ہے۔

زینب: *(آنسو بہاتے ہوئے) اب ہم دونوں ایک ہی جگہ پر ہیں۔ کسی* نے ہمیں جدا نہیں کیا۔

(زینب قبر میں داخل ہوتی ہے، اور قبر کا پتھر خود بخود بند ہو جاتا ہے۔ قبرستان میں خاموشی چھا جاتی ہے، لیکن ہوا میں زینب کی خوفناک ہنسی گونجتی رہتی ہے۔)